اوصافِ حدیث

از

آیۃ اللہ محقق حاج
سید مرتضیٰ حسین
صدر الافاضل رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

اوصافِ حدیث

از

آیۃ اللہ محقق حاج
سید مرتضیٰ حسین
صدر الافاضل رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

زہراء اکادمی
کراچی ـــــ قم ـــــ برمنگھم ـــــ دبئی ـــــ ڈھاکا

کتاب کا نام　　اوصافِ حدیث

مصنف　　آیۃ اللہ محقق حاج سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل لکھنوی رہ

موضوع　　درایتِ حدیث

ناشر　　زہراء (س) اکادمی
کراچی - پاکستان

اشاعت :

پہلی بار : ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء لاہور

دوسری بار : ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

ایک دو باتیں

از
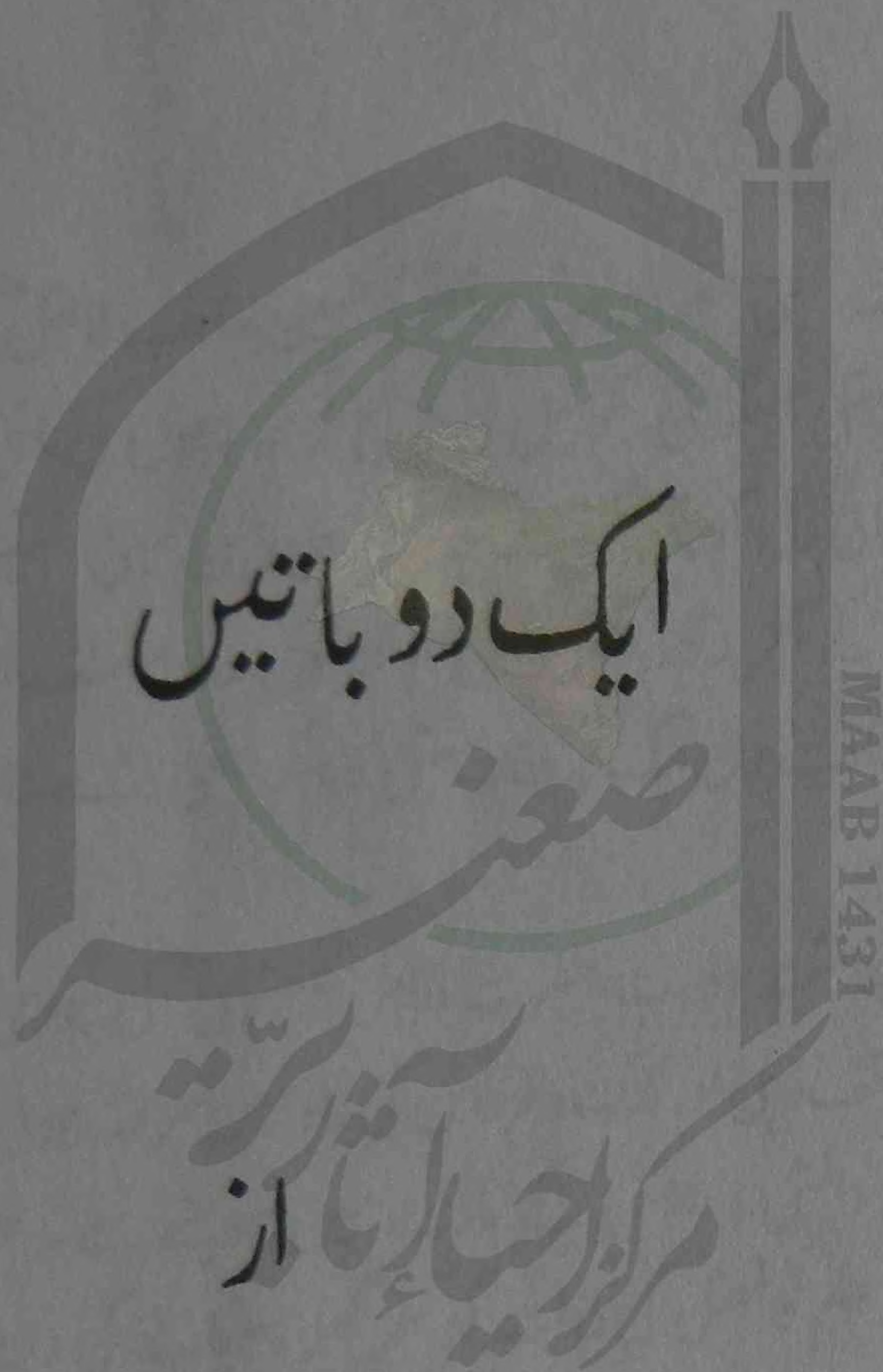
آیۃ اللہ علامہ سید ابنِ حسن نجفی
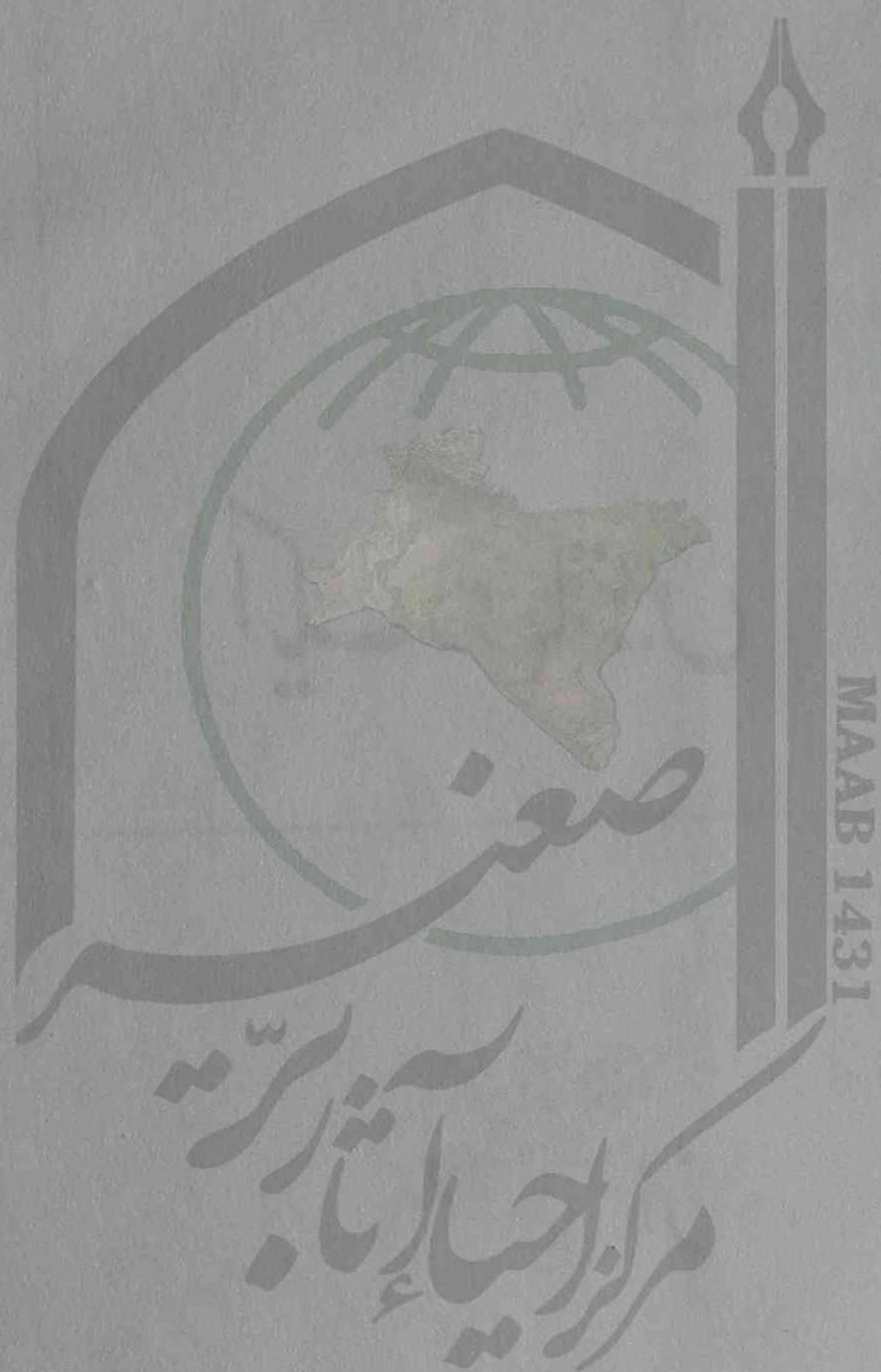
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک دو باتیں!

آیتہ اللہ محقق حضرت سید مرتضیٰ حسین صاحب فاضل رحمہ اللہ کا نام نامی آتے ہی صرف ایک، ہنستی مسکراتی، کونپل کی طرح نرم، پھول کی پتی جیسی ملائم اور ہر جہت سے انتہائی دل آویز شخصیت کا خیال ہی ذہن میں نہیں ابھرتا، بلکہ بے شمار تحریروں کے آفریدگار، کوئی تین سو کتابوں کے مصنف اور ہر وقت دانش و آگہی کو نشو و نما دینے والی ایک پروقار ہستی کا پیکر بھی بڑے شان و شکوہ کے ساتھ نمود کرتا ہے۔

میرے دانشمند دوست حضرت فاضل لکھنوی رحمہ اللہ کی پوری زندگی تحقیق و جستجو کے لیے وقف رہی اور کلک و قرطاس کی راہ میں صرف ہوئی۔

وہ ہمیشہ دانش و بینش کے بارے میں سوچتے تھے۔ عرفان و آگہی کی باتیں کرتے اور علم و فضل کی دولت کو گھر گھر پہنچانے کی راہیں نکالتے رہتے تھے۔

ممدوح نے افادیت بداماں موضوع پر خامہ فرسائی کی اور آپ کے قلم نے ہر مفید عنوان سے خراج تحسین حاصل کیا۔

زیرِ نظر کتاب "اوصافِ حدیث" آپ کی وہ روح پرور کاوش ہے کہ جس کی تعریف و توصیف ہر پڑھے لکھے مسلمان کو کرنا پڑے گی، لیکن واقعی قدردانی ان کا مقدر بنے گی جو علم حدیث کی عظمت، اہمیت اور اس کے منافع سے آگاہ ہیں۔

اس سعی مشکور میں ہمارے عظیم محقق علامہ بہائی رحمہ اللہ کی بے بہا کتاب

"الوجیزہ" کی ترجمانی کی گئی ہے مگر مترجم نے اس خوبصورتی سے یہ کام انجام دیا ہے کہ دیکھتے ہی جی پھڑک اٹھتا ہے۔

برادرِ محترم حضرتِ فاضل لکھنوی نور اللہ مرقدہ کو زبان وادب پر اتنا قابو تھا کہ وہ ایک مضمون کو سو رنگ سے باندھ سکتے تھے اور پھر اندازِ بیان کی دلربائی .... کیا کہنا!

بس .... مرحوم کے اسی خلاقانہ مزاج کی معجز آسا کیفیت نے ایک انتہائی مشکل اور کلاسیکی فن پارے میں نسیمِ سحر اور شمیمِ گل کی لطافت بھر دی۔ خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

ابن حسن نجفی

سید ابن حسن نجفی
۱۷۔ ربیع المولود ۱۴۱۳ھ
۱۶۔ ستمبر ۱۹۹۲ء
بدھ کراچی

دیباچہ

* علمِ درایت:
* علمِ درایت کی ضرورت
* علمِ درایت کی ابتداء
* "اوصافِ حدیث" کی ضرورت
* علامہ بہبہانیؒ ایک تعارف
* الوجیزہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

علمِ درایت

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ محمد و آلہ الطاہرین۔

اسلام کے عقائد و اصول تمام تر کتاب و سنّت کے مطابق ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے قول و فعل سے احکام و اعمال کو سند ملتی ہے۔

جو کچھ آنحضرت ﷺ نے وحی کی لفظوں میں فرمایا اور بطور معجزہ تلاوت کیا اسے "قرآن" کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ حدیث ہے۔

قرآن مجید کی حفاظت خداوندِ عالم نے اپنے ذمے لی اس لیے وہ ہر طرح سے محفوظ اور ہر شک و شبہ سے ماورا ہے۔

اقوال و اعمال پیغمبر ﷺ امت کے لیے امانت تھے۔ امت میں نیک بھی ہوئے اور بد بھی۔ امانت دار بھی اور خیانت کار بھی، مومن کامل بھی تھے اور فاسق و منافق بھی۔ اس لیے ان کی زبان سے نقل ہونے والی بات قابلِ اعتبار بھی ہو سکتی ہے اور غیر معتبر بھی۔

جس بات کا سلسلہ حضورِ پاک ﷺ سے مل جائے وہ سر آنکھوں پر رکھنے کے لائق ہے۔ کیونکہ:

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (۱)

جو کچھ نبی اکرم ﷺ تمہیں دیں اسے بلا چوں و چرا لے لو،

اور

(۱) قرآن حکیم: سورۂ حشر (۵۹) آیت نمبر ۷۔

——— جس سے آنحضرت ﷺ تمہیں روکیں اسے ہرگز نہ کرو۔

اور ------------ یہ کلیہ بھی قرآن مجید ہی نے بتایا کہ:

اِن جآءَکُم فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَیَّنُوا (۲)

جب بھی کوئی فاسق مشکوک شخص تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق ضرور کر لیا کرو۔

آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی دیکھنے والے خوش نصیب اگر عقیدہ و عقیدت، بصارت و بصیرت اور قول و فعل میں سچے تھے تو اپنی پختگی ایمان و عمل کی نسبت سے اتباع رسول ﷺ میں کامل و مکمل تھے یا ناقل و نقال۔

یہ لوگ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد ترجمانِ واقعات اور راویانِ اخبار ہوئے۔ ان کی بیان کردہ حدیثیں بعد والوں کے لیے چراغِ راہ اور زادِ سفر قرار پائیں۔

علمِ درایت کی ضرورت

پانچوں انگلیاں برابر نہیں، ایک بات دس آدمی سنیں اور دھرائیں تو جتنے منہ، اتنی زبانیں ہوں گی، کوئی فصیح البیان ہوتا ہے کسی کی زبان میں لکنت، کسی کا حافظہ قوی ہوتا ہے کسی کو بھول کا مرض۔

کوئی ------------ ع

بڑھا بھی دیتا ہے کچھ زیب داستان کے لیے

کوئی ---------- ع

بنا بھی لیتا ہے چلتی ہوئی دوکان کے لیے

اجنبی کے لیے کھرے کھوٹے کی پہچان مشکل ہوتی ہے اور عوام سادگی کی

(۲) قرآن حکیم، سورہ حجرات (۴۹) آیت نمبر ۶

وجہ سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔

سمجھ دار لوگوں نے اس خطرے سے بچنے کے لیے کسوٹی تلاش کی

اور-----------

اہل علم نے اصول و قوانین بنائے۔

اسلام کے پہلے ہی دور میں یہ مسئلے اُبھر چکے تھے اور لوگ سچی جھوٹی حدیثیں شائع کرنے لگے تھے۔ وہ تو خداوند عالم کا احسان ہوا کہ اس نے قرآن کے ساتھ اہلبیت علیہم السلام کو اور رسول ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے ترجمانوں کو رکھا۔

آنحضرت ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے وصیت کردی:

انّي تارِک فِيكُمُ الثَقَلين:
كتابَ اللهِ
و ———
عِترتي، اَهلَ بيتي -------،
مَا اِن تَمَسكتُم بِهِمَا،
لن تَضِلّوا بَعدی۔

"میں تمھارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں
اللہ کی کتاب
اور
میری عترت و میرے اہل بیت علیہم السلام
میرے بعد جب تک تم لوگ ان سے وابستہ رہو گے
گمراہ نہیں ہو گے۔"

عام دانشوروں کو اس زمانے میں جب کوئی الجھن ہوتی تھی تو وہ اہل بیت علیہم السلام سے رجوع کرتے تھے اور خاص عالموں کو جب کوئی مسئلہ

پیش آتا تھا تو وہ جانشینان نبی اکرم علیہم السلام سے اصول و کلیات سمجھ لیتے تھے۔

یہ اصول و کلیات بعد کی نسلوں کے لیے روشنی کے مینار اور منزل کے سنگ میل بن گئے۔

سلیم بن قیس ہلالیؒ نے رنگارنگ حدیثوں اور مختلف اخبار کے نتائج دیکھ کر امام اوّل، ولیِ برحق، امیر المومنین علی بن ابو طالب علیہ السلام سے دریافت کیا:

"ان من گھڑت اور باہم مُتعارض اخبار اور عوام میں پھیلی ہوئی اختلافی حدیثوں کو کیسے پرکھا جائے؟"

علم درایت کی ابتداء

باب مدینتہ الحکمتہ، حلال مشکلات، واضع اصول علم و فن حضرت علی علیہ السلام نے اس سلسلہ میں ایک طویل تقریر فرمائی اور لوگوں کو حدیث شناسی اور علم روایت و درایت کے بنیادی قواعد کی طرف توجہ دلائی۔ روایات کا پس منظر سمجھایا اور حدیث نقل کرنے والوں کو جرح و تعدیل کے معاملات سمجھائے آپ علیہ السلام کی متعدد تقریروں میں سے ایک تقریر یعنی سلیم بن قیسؒ کو سمجھائے ہوئے نکات کی ایک مختصر و جامع، پرمغز و معرفت آفرین گفتگو کو علامہ ثقتہ الاسلام کلینی رحمتہ اللہ علیہ نے اصول کافی اور سیّد رضی رحمتہ اللہ علیہ نے نہج البلاغتہ میں محفوظ کر دیا ہے۔ (۳)

---

(۳) کلینی رحمتہ اللہ علیہ: الکافی ج۱ ص ۶۲ - ۶۴۔ ثقتہ الاسلام کلینی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی سند یوں بیان کی ہے:

علی بن ابراہیم بن ہاشم، عن ابیہ، عن حماد بن عیسیٰ، عن ابراہیم بن عمر الیمانی، عن اُبان بن ابی عبسیم بن قیس ہلالی۔

ابن شعبتہ الحرانیؒ: تحف العقول، چاپ تہران ص ۱۹۶ - ۱۹۳ و چاپ بیروت ص ۱۳۸ - ۱۳۶۔

سید رضیؒ: نہج البلاغہ: تحقیق و ترتیب صبحی صالح، خطبہ نمبر ۲۱۰، ص ۳۲۸ - ۳۲۵

سید رضیؒ: نہج البلاغہ: ترجمہ: رئیس احمد جعفری، سیّد نائب حسین نقوی، عبد الرزاق ملیح آبادی وسید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل رضوان اللہ علیہ۔ خطبہ نمبر ۲۰۱ ص ۵۱۵ - ۵۱۲

آپ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں کے پاس حق اور باطل، سچ اور جھوٹ، ناسخ اور منسوخ، عام اور خاص، واضح اور مبہم، محکم اور متشابہ، حفظ اور وھم ...... ہر قسم کی باتیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے لوگوں نے آپ ﷺ سے غلط چیزوں کی نسبت دی۔ ایک دن آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی، کہ:

"جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی بات مجھ سے منسوب کرے گا اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا پڑے گا۔"

اس مختصر سی عبارت میں حدیث کے متن پر متعدد پہلوؤں سے توجہ دلائی اور حدیث کے مختلف عناوین سمجھائے۔ اب عاقل کے لیے اشارہ کافی تھا۔ اس متن کی شرح معاصر علماء اور حاضرین حضور نے سمجھی اور سمجھائی۔ اس عبارت سے فن درایت کا نیا باب شروع ہوا۔

اس کے بعد جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:

"تمھارے پاس حدیث لانے والے صرف چار قسم کے آدمی ہیں:

۱۔ وہ منافق جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اسلام کا لبادہ اوڑھے رہتا ہے۔ نہ گناہ کرتے گھبراتا ہے اور نہ کسی عیب سے بچتا ہے۔ جان بوجھ کر آنحضرت ﷺ کی طرف غلط باتیں منسوب کرتا ہے۔

اگر لوگوں کو،

اس کے جھوٹ اور نفاق کا حال معلوم ہو جائے

تو

اس سے کوئی حدیث قبول کریں، نہ

اس کی بات کی تصدیق کریں۔

لوگ،

لاعلمی میں کہتے ہیں:

یہ، رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے،

آپ ﷺ کی زیارت کی ہے،

حدیث سنی ہے،

علم حاصل کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۔ ایک آدمی وہ ہے، جس نے آنحضرت ﷺ سے حدیث سنی تو ہے مگر،

صحیح طریقے سے بات یاد نہ رہی۔ وہم کا شکار ہو گیا۔

اس نے

عمداً کذب سے کام تو نہیں لیا،

لیکن،

وہ روایت بھی کرتا ہے،

اور

اس پر عمل بھی کرتا ہے،

وہ کہتا ہے:

میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی،

اگر لوگوں کو،

اس کے وہم کا حال معلوم ہو جائے

تو،

ہر گز اس کی بات نہ مانیں

۳۔ ایک آدمی ایسا بھی ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے کسی حکم کو سنا،

لیکن،

ممانعت کرتے وقت وہ حاضر نہ تھا،

اور
قدغن کا اسے علم نہ ہو سکا۔
اس نے،
منسوخ کا علم حاصل کر لیا،
ناسخ سے بے خبر رہا،
۴۔ ایک آدمی ایسا ہے، جو اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ پر
جھوٹ نہیں باندھتا، خوفِ خدا اور تعظیم رسول ﷺ کی
خاطر جھوٹ کو
ناپسند کرتا ہے
وہم سے آزاد ہے، جو سنا اسے بالکل صحیح یاد کر لیا،
جو سنا اس پر عمل کیا
رتی بھر کچھ گھٹایا نہ بڑھایا
ناسخ حدیث یاد رکھی تو منسوخ سے اجتناب کیا
خاص و عام کو سمجھا،
اور
ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھا،
متشابہ اور محکم کو پہنچاتا ہے،
(اس کے مسائل سمجھتا ہے)"

جرح و تعدیل، راوی کے اوصاف اور نقلِ روایت کا فنی تجزیہ آج بھی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگے چل کر امام علیہ السلام نے دربارِ رسالت ﷺ کی علمی فضا کا نقشہ کھینچا ہے:
"کبھی رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی دو پہلو لیے ہوتا تھا۔۔۔
خاص گفتگو اور عام ارشاد،
اس پہلو دار کلام کو ایسے لوگ بھی سن لیتے تھے، جو

نہ خدا کا ارشاد سمجھ سکتے تھے، نہ، رسول اللہ ﷺ کا مدعا
یہ لوگ،
بات سن کر، اصل مطلب سے بے خبر، موقع محل سے نا آشنا،
دل سے معنی پہناتے تھے (حقیقت سے دور رہ جاتے تھے)۔
اصحاب پیغمبر ﷺ میں، سب لوگ تو آنحضرت ﷺ سے سوال
کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔
ان کی آرزو ہوتی تھی کہ،
صحرائی بدو یا نووارد شخص، انکے سامنے آجائے اور آنحضرت ﷺ
سے کچھ پوچھے۔
اس بہانہ یہ بھی کچھ سن لیں (اور بقدر عقل بات سمجھ لیں)"
راویوں کی ذہنی، اخلاقی، علمی اور تاریخی حیثیت واضح کرنے کے بعد،
حدیث کی روایت و متنِ الفاظ و مفہوم کے ضروری لوازم پر روشنی ڈالتے ہوئے
امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا تذکرہ فرمایا:
"میرے پیش نظر کوئی بات ایسی نہ تھی جس کے بارے میں
آنحضرت ﷺ سے سوال نہ کر لیا ہو
اور ----------،
اسے اصل صورت میں محفوظ نہ رکھا ہو۔"
نہج البلاغتہ کے خطبہ کے مذکورہ خلاصے کے بعد ضرورت نہیں ہے کہ
بات کو بڑھایا جائے۔ حدیث کے پہچاننے اور اس کے ردّو قبول کے مختلف
پہلوؤں پر غور کیے بغیر بات نہیں بنتی۔
یہ سوال، عہد رسالت ﷺ میں اُٹھا اور، عہد بہ عہد سنگین ہوتا
گیا۔
محمد و آل محمد علیہم السلام کے وابستگان کبار، حدیث نقل کرتے
رہے اور وقتِ ضرورت اس انبار سے موتی اور پوتھ الگ کرتے رہے۔

چھان بین کے لیے جو قوانین تیار ہوئے انہیں دو حصوں میں بانٹا گیا۔

پہلا----------

روایت الحدیث،

یا اصول الحدیث،

جس میں--------حدیث کی کیفیت اتصال بمعصوم علیہ السلام، احوالِ روات، اور کیفیتِ سند وغیرہ پر گفتگو ہوتی ہے۔

اس بحث و نظر کے دو پہلو ہیں:

(الف):

سندِ روایت کے افراد کی عدالت و ثقاہت پر نظر-----علمِ رجال -----ہے۔

(ب):

کیفیت نقل حدیث، راویوں کے واسطے اور سلسلے، تواتر واحاد، اتصال وانقطاع پر نظر۔ اس کو، "مصطلح الحدیث"۔ کہتے ہیں۔

دوسرا----------

علمِ درایت الحدیث،

یا فنّ درایت،

اس علم میں معانی و مفاہیم اور حدیث کے فنی مطالب سے بحث ہوتی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"حَدیث تَدری خَیر مِن ۹ لف تَر وِ ی"

اگر تم ایک حدیث کے مفاہیم کو سمجھ لو تو وہ ان ہزار حدیثوں سے بہتر ہے جنہیں تم بغیر سمجھے پڑھتے اور لوگوں کو سناتے ہو۔
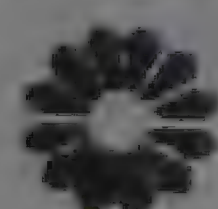
اوصافِ حدیث

اسلامی علوم و مسائل کا عہد نبوی ذکر و اذکار میں گزرا۔ سب ایک دور کے لوگ تھے۔ اسلام پھیل رہا تھا اور آنحضرت ﷺ کی تقریر و عمل سب سامنے تھا۔ کچھ ذمہ دار لوگ ان میں سے بنیادی حدیثیں لکھتے جاتے اور احکام و اخبار قلم بند کرتے رہتے تھے۔

جیسے:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام۔

چالیس برس بعد چشم دید گواہ نہ رہے۔ حاضرین بزم نبوت ﷺ ختم ہو گئے۔

نئے مسائل پیدا ہوئے، نئے تقاضے ابھرے،

اس لیے،

مسلمان حضور کریم ﷺ کے ملفوظات و احادیث، اعمال و سیرت وسنت کے بارے میں تگ و دو کرنے لگے۔

دوسری صدی میں کچھ دفتر تیار ہوئے۔

تیسری صدی ہجری تدوینِ علوم کی صدی ہے۔

اس صدی میں،

لغت، تفسیر، حدیث، مغازی اور سیرت پر تفصیلی کام شروع ہوئے۔

مدارس و افکار کی توسیع سے نئی سائنسی دریافتیں سامنے آئیں۔ رجال و درایت نے رواج پایا اور دن بدن اس کی ترقی ہوتی گئی۔

جو شخص فقہ و احکام کا محتاج ہے وہ حدیث دیکھے گا۔ جو حدیث دیکھے اس کے لیے رجال و درایت اور مصطلح الحدیث کے بغیر مطالعہ و مباحثہ بے سود ہے۔

پاکستان میں علوم اسلامی کا مطالعہ دن بدن بڑھ رہا ہے لیکن علوم کی زبان عربی نہیں ہے ۔۔۔۔۔ لوگوں کے پاس اب اتنا وقت بھی نہیں کہ صرف و نحو و لغت کے مراحل سے گزر کر پہلے صحیح عربی عبارت پڑھیں ترجمہ کریں، اس کے بعد مطلب سمجھیں۔

طلباء اور عام قاری کے جذبۂ تحصیل علم کے پیشِ نظر:

فرزند عزیز و رشید نور چشم مولوی سیّد حسین مرتضیٰ سلمہ ایم اے نے رسالۂ وجیزہ کے ترجمہ اردو کی فرمائش کی۔

میں جانتا تھا کہ اس کی اشاعت مشکل ہے لیکن اپنے نیک، سعید و مقدس فرزند سلمہ اللہ تعالیٰ کی بات ٹالنے کو پسند نہ کیا، ترجمہ کیے مدت ہو گئی، اب اشاعت دیکھیے کب نصیب ہوتی ہے۔ (۱)

---

(۱) ہم نے اپنے ایم اے کے زمانۂ طالب علمی میں یونیورسٹی کے طلباء کی ضرورت احساس کرتے ہوئے ابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ سے اس جلیل القدر کتاب کی فرمائش کی جسے انہوں نے اپنی انتہائی علمی مصروفیتوں اور اجتماعی ذمہ داریوں کے باوجود اپنی علمی عظمت اور پدرانہ شفقت کے سبب قبول فرمالیا۔ اور اولین فرصت میں ۱۸، رجب ۱۳۹۰ھ / ۲۰ ستمبر ۱۹۷۰ء کو یہ کام مکمل فرمادیا۔

اس کے بعد یہ بہت سے طلباء کے کام آیا مگر چھپ نہ سکا۔ یہاں تک کہ ۲۷/ شعبان ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں مرحوم نے یہ مقدمہ تحریر فرمایا۔

اس تحریر کے تقریباً سال بھر بعد ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور نے اسے چھاپنے کا بیڑا اٹھایا۔ یہ اشاعت اگرچہ بہت ہی ناقص اور غیر معیاری تھی اس کے باوجود بہت کم عرصہ میں ختم ہو گئی۔ اب اللہ جل جلالہ کی مرضی کہ ابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کے بعد اپنی بے بضاعتی کے باوجود مجھے یہ توفیق حاصل ہو رہی ہے کہ میں اس مفید اور اہم کتاب کو ہم وطنان عزیز کے حضور نذر کروں۔

امید ہے کہ محسن کرام ابی مرحوم نیز مجھے اپنی دعاؤں میں فراموش نہیں فرمائیں گے (سید حسین مرتضیٰ نقوی)

یہ رسالہ بنیادی طور پر علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ "وجیزہ" پر مبنی ہے۔ لیکن نہ فقط ترجمہ ہے نہ شرح۔ کوشش ہے کہ یہ رسالہ مستقل بھی رہے اور علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ کا ترجمان بھی۔

خدا سعید عالم حسین تضیٰ سلمہ کو طول عمر و صحت و سلامتی و فراونی علم و دولت سے شادکام رکھے، اور توفیقات خدمت دین سے سرفراز فرمائے۔

"وجیزہ" صدیوں سے "مصطلح الحدیث" کا متن مانا جاتا رہا ہے۔ مختصر عبارت اور جامع انداز میں فاضل مولفؒ نے جو کچھ لکھا ہے، ہم نے اسے کچھ مصادر سامنے رکھنے کے بعد اردو میں منتقل کیا۔ بعض فوائد مختصر لفظوں میں بڑھائے۔

پہلے ارادہ تھا کہ "مصطلح الحدیث" کو مقدمۂ "تجرید کافی" قرار دوں، پھر ضخیم کتاب کی اشاعت کے امکان وعدم امکان پر غور کر کے قلم روک لیا۔

علامہ بہائی رضؓ !

بہاء الدین محمد بن شیخ حسین بن عبدالصمد بن شمس الدین محمد بن علی بن حسن بن محمد بن صالح جباعی/ جبعی حارثی ہمدانی لویزانی (۲) حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے صحابی حارث ہمدانی متوفی ۶۵ھ /۶۸۴- ۶۸۵ء کی اولاد سے تھے۔

جبل عامل کا قریہ "جبع" وطن تھا۔ موجودہ عہد میں "جبل عامل" جمہوریہ لبنان کا ایک مشہور شہر ہے۔ (۳)

جناب بہاء الدینؒ کے والد اور ان کا خاندان جبل عامل میں مقیم تھا۔ اب بھی ان کے بھائی کی اولاد یہاں باقی ہے۔

علامہ نوری رحمتہ اللہ علیہ نے "لویزانی" لکھا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ موصوف کا خاندان "لویزہ" میں بھی رہا۔ لویزہ ان دنوں بیروت کا ایک مقام ہے اور نہر الکلب کے کنارے واقع ہے۔ (۴)

علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ کے والد، عزیز الدین حسین بن عبدالصمد، جناب زین الدین علی بن احمد شہید ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد، بہت بڑے عالم و مقدس بزرگ تھے۔ خیال ہے کہ عزالدین ۹۱۸ھ/۱۵۱۲- ۱۵۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالا تو استاد کے ساتھ رہے۔

جناب زین الدین رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت ۹۶۶ھ /۱۵۵۸- ۱۵۵۹ء کے بعد جناب عزالدین رحمتہ اللہ علیہ شام سے عراق ہوتے ہوئے ایران تشریف

---

(۲) سلافتہ العصر ص ۲۸۹- ۳۰۲- مستدرک الوسائل ج ۳ ص ۴۲۷، ۴۱۷، امل آمل ج ۱ ص ۱۵۵- ۱۶۰ لؤلؤۃ البحرین ص ۱۶- ۲۳

(۳) حسن الامین: جبل عامل موجز تاریخہ.... مجلتہ الدراسات الادبیہ، جامعتہ البنانیہ ۱۹۶۷ء

(۴) مصنف مرحوم ۱۳۸۹ھ/۱۹۷۹ء میں خود لبنان تشریف لے گئے تھے اور یہ انہوں نے اپنے مشاہدہ کے مطابق تحریر فرمایا ہے۔ (سید حسین مرتضیٰ نقوی)

لائے۔ یہاں صفوی حکومت نے انہیں عہدۂ "شیخ الاسلام" پیش کیا۔

کچھ عرصہ بعد عزالدین رحمتہ اللہ علیہ حج سے مشرف ہو کر بحرین کے قریہ "لحاء" میں قیام فرما ہوئے اور سلافتہ العصر کے مطابق بحرین کے قریہ مصلی میں ۲۳، ربیع الاول ۹۸۴ھ/۱۸، جون ۱۵۷۶ء میں رحلت فرمائی (۵) اس وقت موصوف کی عمر چھیاسٹھ سال، دو ماہ، سات روز تھی۔ اس حساب سے آغاز محرم ۹۱۸ھ/مارچ ۱۵۱۲ء تاریخ ولادت قرار پاتی ہے۔

عزالدین رحمتہ اللہ علیہ کے ایک فرزند عبدالصمد رحمتہ اللہ علیہ تھے، جن کی وفات ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء مدینۂ منورہ کے قریب ہوئی اور جنازہ نجف لا کر دفن کیا گیا۔

بہاءالدین محمد رحمتہ اللہ علیہ، عبدالصمد رحمتہ اللہ علیہ سے چھوٹے اور جناب عزالدین رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ کی ولادت بعلبک میں بتاریخ ۲۷ ذی الحجہ ۹۵۳ھ/فروری ۱۵۴۷ء بروز چہار شنبہ ہوئی۔ (۶)

علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد سے تعلیم حاصل کی۔ جب وہ ایران گئے تو تیرہ سال کی عمر میں بہائی رحمتہ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ عزالدین رحمتہ اللہ علیہ قزوین سے ہرات گئے تو فرزند کو قزوین میں چھوڑ دیا۔

بہائی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی زمانے میں فارسی زبان سیکھی۔ قزوین کے علماء سے کسب فیض کیا۔ ۹۸۴ھ/۱۵۷۷ء کو جب ان کے والد حج کو گئے تو بہائی رحمتہ اللہ علیہ بھی شریک سفر ہوئے۔ والد بحرین میں ٹھہر گئے اور بہائی رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ کو لے کر ایران (شاید قزوین) آ گئے۔ قزوین سے مشہد گئے اور تکمیل تعلیم کے متعدد مراحل یہاں طے کیے۔

اس کے بعد وہ خراسان، آذربائیجان، ایشیائے کوچک، شام، لبنان،

---

(۵) سلافتہ العصر ص ۲۸۹

(۶) سلافتہ العصر ص ۲۹۰۔ حدائق الندیہ ص ۲۔ امل آمل ج ۱ ص ۱۵۵ لیکن لؤلؤۃ البحرین میں ص ۲۲ پر تاریخ ولادت ۱۷، محرم لکھی گئی ہے۔

مصر و حجاز کے طویل سفر پر روانہ ہوئے۔

علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ کی شادی شیخ زین الدین علی المنشار عاملی، اصفہان کے شیخ الاسلام کی عالمہ و فاضلہ دختر سے ہوئی۔ یہ خاتون فقہ و حدیث کا درس دیتی تھیں اور علم دوست خواتین ان سے پڑھتی تھیں۔

مستدرک الوسائل (۷) میں ہے کہ شیخ علی منشار مدتوں ہندوستان میں رہے تھے اور جب موصوف ہندوستان سے ایران واپس گئے تو ایک بہت بڑا کتب خانہ ان کے ہمراہ تھا۔ زوجۂ علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ اس کتب خانہ کی وارث تھیں۔

شیخ علی منشار رحمتہ اللہ علیہ کے بعد شاہ عباس نے آپ کو "شیخ الاسلامی" کا منصب مرحمت فرمایا اور آپ مدتوں اس عہدے پر فائز رہے۔

علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ درویش مزاج، صوفی منش، عالم جلیل، سخی اور غریب پرور تھے۔ دو سرائیں تھیں جن میں غرباء، ایتام، بیوہ اور محتاج رہتے تھے۔ شیر خوار بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ چھٹی کے دنوں میں احباب و شاگرد جمع ہوتے تھے اور علامہ ان سے بے تکلف باتیں کرتے تھے۔ ان کی شگفتہ بیانی اور لطائف و نکات کا دفتر "کشکول" کی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔

انکسار، دوستی اور فروتنی ان کا خمیر تھی۔

ایک دن ملا عبداللہ شوستری رحمتہ اللہ علیہ، علامہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے آئے، باتوں میں دیر ہوئی، وقت گزر گیا، اتنے میں اذان کی آواز آئی، ملا عبداللہ رحمتہ اللہ اٹھنے لگے، تو بہائی رحمتہ اللہ علیہ نے روک لیا اور کہا:

ہم آج آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ لیں۔ کیا مضائقہ ہے!

میر باقر داماد رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ بہائی رحمتہ اللہ دربار صفویہ کے دو قیمتی ہیرے تھے۔ دونوں میں بے حد محبت رہی۔ معاصر علماء ان کا احترام کرتے تھے۔

---

(۷) محلاتی: ریاحین الشریعہ ج ۴ ص ۲۲۵۔

مشہد میں گھر اور مدرسہ بنالیا تھا لیکن منصب "شیخ الاسلامی" کی بنا پر اصفہان میں رہنا پڑا۔

۴، شوال ۱۰۳۰ھ / اگست ۱۴۲۱ء کو بیمار ہوئے۔

سات دن صاحب فراش رہے، اور (شب دوازدھم) ۱۲/ شوال کو رحلت فرمائی۔ (۹)

سعید نفیسی کے علاوہ اکثر محققین نے سنہ وفات ۱۰۳۱ھ / ۱۴۲۲ء لکھا ہے۔

مسجد جامع عتیق میں کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ میدان نقش جہاں میں نماز جنازہ ہوئی۔

کہتے ہیں کہ اتنے بڑے مجمع سے جنازہ اُٹھا کہ میدان تنگ نظر آنے لگا۔

بعد نماز بقعۂ امام زین العابدین علیہ السلام میں نعش کو امانت رکھا گیا، اور کچھ عرصہ بعد حسب وصیت اصفہان سے لاش مشہد مقدس نقل کی گئی، اور اپنے بنا کردہ مدرسہ میں سپرد لحد ہوئے۔

مسجد گوہر شاد سے داخل ہونے والے کے بائیں طرف رواق کے گوشے میں یہ شاندار قبر اور سادہ و پرکار ایوان اب بھی درس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ قبر پر چند کتابیں اور الماری میں تمام تصانیف بہائی رحمتہ اللہ علیہ موجود ہیں۔ (۸)

بہائی رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ کی طرح تلامذہ کی فہرست بھی بڑی طولانی ہے۔

لیکن اساتذہ میں ملا عبداللہ بن حسین یزدی رحمتہ اللہ صاحب شرح تہذیب متوفی ۹۸۱ھ / ۱۵۷۴-۱۵۷۳ء بہت مشہور ہیں۔

---

(۸) غالباً مصنف رضوان اللہ تعالیٰ علیہ جب ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء اور ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء میں مشہد مقدس تشریف لے گئے تھے اس وقت کا نقشہ بیان فرمایا ہے۔ اب یہ مزار ہے تو مسجد گوہر شاد سے صحن امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ میں آنے والے کے بائیں ہاتھ پر ہی ایک خوبصورت شبستان کے وسط میں لیکن نہ تو یہاں شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی کتابیں ہیں نہ ہی یہ شبستان درس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (سید حسین مرتضیٰ نقوی ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء)

(۹) امل آمل ج ۱ ص ۱۵۸ پر ۱۰۳۱ھ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ بعض مشائخ سے سنا گیا ہے کہ ۱۰۳۵ھ میں انتقال ہوا۔

سلافۃ العصر ص ۳۰۲۔

اور

تلامذہ میں مشہور حضرات یہ ہیں:

۱- ملا محسن فیض رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۲- ملا محمد تقی مجلسی اوّل رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۳- ملا ابو علی ماجد بحرانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۴- ملا خلیل قزوینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۵- ملا ابن خاتون دکنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

بہائی علیہ الرحمتہ کی اکثر کتابیں برصغیر اور ایران و عراق بلکہ مغربی ممالک میں بھی پڑھی پڑھائی جاتی رہی ہیں۔ سعید نفیسی نے "احوال و اشعار بہائی" میں پچانوے کتابوں کے نام درج کیے ہیں۔ ان کتابوں میں چند نے لازوال اہمیت حاصل کی مثلاً:

۱- حاشیہ تفسیر بیضاوی	تفسیر
۲- مفتاح الفلاح	ادعیہ
۳- جامع عباسی	فقہ
۴- کشکول	متفرقات
۵- زبدۃ الاصول	اصول فقہ
۶- فوائد الصمدیہ	نحو
۷- مشرق الشمسین	حدیث
۸- حبل المتین	حدیث
۹- الاربعین مع الشرح	حدیث
۱۰- وجیزہ	درایت
۱۱- خلاصتہ الحساب	ریاضیات
۱۲- تشریح الافلاک شرح تصریح	علم الافلاک
۱۳- مثنوی نان و حلوہ	

*
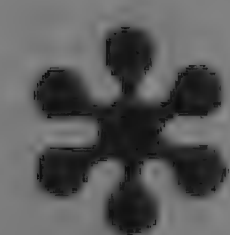
الوجیزۃ

وجیزہ علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ کا مختصر، لیکن اعلیٰ درجہ کا رسالہ ہے، جسے ہمیشہ سے فن درایت و روایتِ حدیث کے اساتذہ و طلباء پڑھتے پڑھاتے رہے اور متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں۔

وجیزہ کا بخط مصنف نسخہ علامہ سیّد محمد مشکوٰۃ کے کتب خانہ میں تھا اور موصوف نے اسے ۱۳۱۶ ہجریِ شمسی میں شائع کر دیا۔

زیر نظر کتاب وجیزہ کا تشریحی ترجمہ ہے۔ خداوند عالم اس سعی کو کامیاب فرمائے اور میری اولاد کو خدمت دین کی توفیق دے۔ میرے والدین محترمین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مراتب بلند مرحمت فرمائے۔

سید مرتضیٰ حسین

مرتضیٰ حسین
صدر الافاضل
۲۷ شعبان ۱۳۹۱ھ

فصل اوّل

چند فنی اصطلاحات

سلسلۂ حدیث

کے اعتبار سے

حدیث کی تقسیم

حدیثِ معتبر

اور

متقدمین ومتاخرین

کا اختلاف

فصل اوّل

چند فنی اصطلاحات

متن:

معنائے حدیث جس بنیاد پر قائم ہوتے ہیں یعنی عبارت "متن"

سند:

اور

معصوم علیہ السلام تک پہنچنے والا سلسلہ "سند" ہے۔

۱۔ متواتر:

اگر یہ سلسلے ہر طبقہ میں اس حد تک پہنچ جائیں کہ ان راویوں کا جھوٹ پر اتفاق نہ ہونے کا اطمینان ہو تو "متواتر" ہے۔

اصطلاحی رسم (۱) و تعریف یہ ہے کہ متواتر ایسے گروہ کی خبر ہے جو فی نفسہ سچائی کا فائدہ دے۔

---

(۱) رسم اور حد دو منطقی اصطلاحیں ہیں۔

۲۔ خبر احاد:

ورنہ

"خبر احاد" ہے جو فی نفسہ ظن کا فائدہ دیتی ہے۔

۳۔ مستفیض:

اور

اگر ہر مرتبے میں تین آدمیوں سے زیادہ ناقلین ہوں

تو----- "مستفیض" ----- ہے۔

۴۔ غریب:

اور

اگر کسی مرتبے میں ایک شخص ہی منفرد ہو تو اسے -----

"غریب" ----

کہتے ہیں۔

۵۔ مُسنَد:

اور

اگر اس کے تمام سلسلے مجموعی طور پر معلوم ہوں تو -----

"مُسنَد" ------ ہے

۶۔ معلّق:

اور

جس کے سلسلہ سند میں اوّل سے ایک یا ایک سے زیادہ راوی کم ہو

تو ۔۔۔۔۔ "معلّق" ۔۔۔۔۔ کہیں گے۔

۷۔ مُرسل:

لیکن

اگر یہ صورت آخرِ سند میں ہو تو ۔۔۔۔۔۔ "مُرسل" ۔۔۔۔۔۔

۸۔ مُنقَطع:

اور

اگر، درمیان سے ایک کی کمی ہو تو ۔۔۔۔۔۔ "مُنقَطع" ۔۔۔۔۔

۹۔ مُعضّل:

لیکن

اگر، زیادہ راویوں کے نام درمیان میں نہ ہوں تو ۔۔۔۔۔

"مُعَضّل" ۔۔۔۔۔۔

۱۰۔ مُعَنعَن:

جس کی سند میں "عَن" مکرر آئے وہ ۔۔۔۔۔ مُعَنعَن ۔۔۔۔۔۔

ہے۔

۱۱- مُضمَر:

جس میں معصوم علیہ السلام کا ذکر نہ ہو وہ ----- "مضمر" ----- ہے۔

۱۲- عالی:

اور

جس کا سلسلہُ رواۃ مختصر ہو وہ ----- "عالی" ----- ہے۔

۱۳- مسلسل:

اگر

سلسلہ پورے کا پورا یا کچھ راوی کسی امرِ خاص میں مشترک ہوں۔

مثلاً نام، اوّلیت، مصافحہ اور تلقیم وغیرہ (۲)

کبھی

تمام یا بعض راوی کس امر خاص میں مشترک ہوتے ہیں۔

مثلاً سب کے نام --- محمد --- ہوں

یا

اوّلیت سب نے پہلے حدیث سنی ہو

یا

مصافحہ ---- ہر راوی نے مصافحہ کرتے ہوئے روایت کی ہو۔

یا

تلقیم ----- ہر راوی نے کھانا کھلاتے وقت روایت کی ہو

---

(۲) جیسے عن محمد بن احمد عن محمد بن احمد یا عن اول من اخبرنا عن اوّل من اخبرنا یا راوی کہے کہ فلاں شخص نے مجھے نوالہ دیتے ہوئے (تلقیم) کہا اور انہوں نے کھانا کھلاتے وقت (تلقیم) کہا۔ (نہایۃ الدرایۃ۔ ص-۶، شرح صغیر وجیزہ ص ۱۲، حاشیہ الوجیزہ چاپ قم ص ۹۵)

ایسی حدیث یا روایت ------ "مسلسل" ----- ہے۔

۱۴۔ شاذ:

جو خبر مخالفِ مشہور ہو، اسے ----- "شاذ" ----- کہتے ہیں۔

❁ سلسلۂ سند کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم:

۱۔ صحیح:

اگر
پورا سلسلۂ رواۃ امامی ہو اور عدل و ثقہ کی لفظوں سے ان کی تعریف ہو، چاہے ایسے راوی شاذ ہی ہوں
تو
حدیث۔۔۔۔۔ "صحیح" ۔۔۔۔۔ کہی جاتی ہے۔

۲۔ حسن:

لیکن
سب یا بعض کے بارے میں تو "توثیق" نہ ہو لیکن باقی کی تعدیل ہو تو۔۔۔۔۔ "حسن" ۔۔۔۔۔ کہیں گے۔

۳۔ قوی:

جس حدیث کے راویوں کی مدح و مذمت میں خاموشی اختیار کی گئی ہو وہ ----- "قوی" ----- ہے۔

۴۔ موثق:

اگر سب کے سب یا بعض راوی غیر امامی ہوں، لیکن سب کی تعدیل کی گئی ہو تو ان کی روایت ----- "موثق" ----- کہی جائے گی اسے، ----- "قوی" ----- بھی کہتے ہیں۔

۵ ضعیف:

ان چار قسموں کے علاوہ قسموں کی حدیث ----- "ضعیف" ----- ہے۔

۶۔ مقبول:

ضعیف کے مضمون و مفہوم پر عمل عام و مشہور ہو تو ----- "مقبول" ----- ہے۔

فائدہ:

لیکن

کبھی دونوں تعریفوں قوی بمعنی اول و موثق کے اعتبار سے ----- "قوی" ----- پر بھی ----- "ضعیف" ----- کا اطلاق ہوتا ہے۔

بعض موقعوں پر ----- "ضعیف" ----- کا اطلاق مختص ہے

جیسے

کوئی سلسلہ جرح، تعلیق، انقطاع یا ارسال پر مشتمل ہو۔

فائدہ:

مُرسَل کے حالات سے جب "عدم ارسال" معلوم ہو تو اس راوی کی روایت "صحاح" کے زمرے میں شمار ہوتی ہے جیسے محمد بن عمیر کے مراسیل، اگر کبھی محمد بن عمیر اتفاقاً غیر ثقہ سے روایت کریں تو اس کلیہ پر زد نہیں پڑتی۔ کیونکہ علماء رجال وحدیث کے اقوال میں ہے کہ:

"وہ سوائے ثقہ کے ارسال نہیں کرتے"

یہ نہیں کہا جاتا کہ:

"وہ غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے"

کیونکہ غیر ثقہ سے روایت کرنا، ایک اور بات ہے اور ثقہ کی طرف ارسال ایک اور شے ہے۔

حدیثِ معتبر،

اور۔۔۔۔

متقدمین و متاخرین

کا

اختلاف:

متقدمین:

راویوں کے اوصاف کی بنا پر حدیث کی صحیح، حسن اور موثق، تینوں قسموں کو صحیح کہتے تھے۔

ان حضرات کے خیال میں کسی حدیث کے صحیح ہونے کا معیار، وہ سات اوصاف تھے جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ حدیث کا ایک یا زائد "کتب اصول" میں ہونا۔

"اصل"

سے مراد وہ کتاب ہے جسے کسی معصوم علیہ السلام کے صحابیؓ نے خود لکھا ہو۔

۲۔ کسی حدیث کا ایسی اصل میں ہونا، جس کے مؤلف بالاتفاق علماء رجال موثق ہوں،

جیسے:

زرارہ بن مسلم اور فضیل بن یسمار۔

۳- حدیث کا ایک یا زائد اصول میں متعدد طریقوں اور متعدد سندوں سے موجود ہونا۔

۴- حدیث کا کسی ایسی اصل میں ہونا جس کے مؤلف کی روایت کے صحیح ہونے پر اجماع ہو۔

جیسے

صفوان بن یحیی، یونس بن عبد الرحمٰن اور احمد بن ابی نصر۔

۵- حدیث کا کسی ایسی اصل میں ہونا جس اصل کے مؤلف کی روایت بلا اختلاف قابل عمل ہو،

جیسے:

عمّار ساباطی

۶- ایسی کتاب میں مندرج حدیث جو کتاب کسی امام معصوم علیہ السلام کے حضور میں پیش کی گئی ہو،

جیسے

عبید اللہ الحلبیؒ، ----- کی کتاب

جسے،

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا

اور

یونس بن عبد الرحمٰن و فضل بن شاذان

جن کی کتابیں، -----

امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور میں پیش کی گئیں۔

۷- متقدمین علماء کی ان کتابوں میں کسی حدیث کا ہونا جن پر وہ یقین واعتماد کرتے تھے خواہ ان کا مولف امامی ہو یا نہ ہو

جیسے،

امامی میں:

حریز بن عبداللہ سجستانیؒ کی کتاب الصلوٰۃ

اور

حسن بن سعید اہوازیؒ و حسین بن سعید اہوازیؒ نیز علی بن مہزیارؒ

کی کتابیں۔

غیر امامی میں:

حفص بن غیاث القاضیؒ، حسین بن عبید اللہ السعدیؒ اور علی بن

حسین طاہریؒ کی کتابیں۔

متاخرین:

نے اس ضابطے کو اس لیے ناکافی سمجھا کہ:

- کتب اربعہ کے ماخذ ناپید ہو گئے۔

یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا کہ:

- کون سی روایت کس اصل میں تھی؟
- کون سی حدیث کتنے طریقوں سے وارد ہوئی ہے؟

متقدمین:

چونکہ عہد ائمہ علیہم السلام و اصحاب ائمہؑ سے قریب تھے اس لیے

ان کے واسطے جو قرائنِ صحت کافی تھے اب ان کا سراغ نہیں ملتا۔

لہٰذا،

علامہ حلّی رحمتہ اللہ علیہ ----- نے اوصافِ حدیث کے نئے حدود

مقرر کیے اور اب وہی مسلم طور پر مانے جاتے ہیں۔

❖
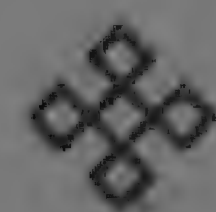
فصل دوّم

* روایات کے خصوصیات

فصل دوّم

روایات کے خصوصیات:

متواترات:

متواترات میں صدق یقینی ہے اور اس پر بحث زبردستی ہے۔

صحیح احاد:

صحیح احاد میں صدق ظنّی ہے۔ متاخرین ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔

سید مرتضیٰؒ، ابن زہرہ، ابن البرّاج، ابن ادریس رحمھم اللہ اور ہمارے بیشتر قدماء نے اخبار احاد پر عمل کرنے سے اجتناب کیا ہے۔

یہ مسئلہ اختلافی ہے اور فریقین کے لیے اس میں بحث کا میدان بہت وسیع ہے۔

شاید متاخرین کی گفتگو غور کے قابل ہے۔ شیخ الطائفہ رحمتہ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ:

غیر متواتر خبر اگر متواتر خبر کی طرح قرائنِ حق سے مضبوط ہو تو ایجابِ علم اور وجوبِ عمل میں متواتر کے مانند ہے ورنہ خبر احاد ہے۔
وہ اس قسم کی خبر پر کبھی عمل جائز سمجھتے ہیں، کبھی نہیں۔ (۱)

---

(۱) شیخ طوسیؒ: الاستبصار ج۱ ص۳-۵

انہوں نے الاستبصار میں اس کی تفصیل لکھی ہے اور اسی بنیاد پر اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں درج بعض اخبار پر احاد کہہ کر طعن کیا ہے کہ وہ روایات شیخ کے نزدیک قرائنِ حق سے خالی ہیں۔

اس کے بعد جن متاخرین نے تہذیب کے تمام احادیث کو احاد کہہ کر تنقید کی ہے یہ ایک بلاوجہ کی بات ہے۔

حِسَان:

حِسَان، بعض حضرات کے نزدیک،

"بلا شرط صحاح کی مانند ہیں۔"

بعض حضرات نے حسان کو صحاح کا درجہ دینے کے لیے یہ شرط کی ہے کہ

"شہرت و عمل اصحاب نے اس کی اصلاح (انجبار) کر دی ہو۔"

جیسے موثقات وغیرہ میں ہوتا ہے۔

اہل تسنن میں ضعیف احادیث پر عمل عام ہے خواہ ان کا ضعف شہرت سے اصلاح نہ بھی ہوا ہو۔

اس عمل پر ایک اعتراض بہت مشہور ہے کہ:

جب اصول فقہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ احکام خمسہ ----- وجوب، حرمت، استحباب، کراہت اور اباحت ----- کا اثبات ایسی دلیل سے ممنوع ہے۔

تو

پھر کوئی شخص ان پر عمل کیسے کر سکتا ہے؟

اس اعتراض کے جواب میں؛

عامہ ---- اہل تسنن ---- کے لیے بچنے کا کوئی پہلو نہیں ہے۔

البتہ ----

ہم خاصہ ---- شیعوں ---- کا جواب یہ ہے کہ:

ہمارے نزدیک ان ضعاف پر عمل کا مدار نہیں ہے، بلکہ ایک "حدیثِ حسن" ہے "مَن سمعَ شیئاً مِنَ الثّواب" یہ حدیث صرف ہمارے مآخذ میں ہے، پوری روایت یوں ہے کہ:

ہشام بن سالم نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا:

مَن سَمع شَیئاً مِنَ الثّوَابِ عَلیٰ شَئیٍ
فَصَنَعَہ کَانَ لَہُ اَجرُہُ وَ اِن لَم یَکُن کَمَا بَلَغَہُ

جو شخص کسی عمل کے بارے میں ثواب کا ذکر سنے
اور اس پر عمل کرے تو اسے اجر ملے گا خواہ اس کی
اطلاع واقع پر مبنی نہ ہو۔

ہم نے اپنی کتاب "الاربعین" کی اکتیسویں حدیث کی شرح میں اس اعتراض و جواب پر تفصیلی گفتگو کی ہے (۱)

❖

---

(۱) اربعین: ص ۳۹۱-۳۹۹، کافی: ج ۲- ص ۸۷ ثواب الاعمال: ص ۱۶۲

فصل سوم

سند کے اعتبار
سے
حدیث کے اوصاف

فصل سوم

سند کے اعتبار سے حدیث کے اوصاف:

۱۔ مُعلّل

حدیث کا متن یا سند اگر کسی مخفی علت پر مشتمل ہو
جیسے
ایک حدیث کا متن دوسری حدیث میں داخل کر دیں
یا
ظاہر الاتصال سند کو مرسل کر دیا جائے
تو ----- معلل ----- ہے۔

۲۔ مُدرّج:

اگر حدیث میں راوی کا قول مخلوط ہو جائے اور یہ وہم ہو کہ حدیث میں،

یا..... مختلف اسناد
یا..... مختلف حدیثیں
ایک کر دی ہیں تو ----- مدرج ----- ہے

۳۔ مُدلّس:

اگر ---- کسی روای نے کسی سے روایت نہ سنی ہو مگر سماع کا ایہام کر دے۔

یا ---- کسی راوی کے شیوخ متعدد ہوں اور وہ اپنے کسی شیخ کا ایسا لقب استعمال کرے جو مشہور نہ ہو تو ---- مُدلّس ---- ہے۔

۴۔ مقلوب:

اگر ---- کوئی راوی بعض راویوں کو یا پوری سند کو دوسری سند سے بدل دے

خواہ ---- سہواً ہوا ہو،

یا ---- رواج کی بنا پر

یا ---- کساد کی وجہ سے،

تو ایسی حدیث کو ---- "مقلوب" ---- کہتے ہیں۔

۵۔ مُصحَّف:

اگر ---- سند یا متن میں تصحیف یعنی اعراب یا تلفظ یا املاء میں غلطی کر دی جائے تو حدیث ---- "مصحف" ---- کہلائے گی۔

۶۔ مُتفق و مفترق:

اگر۔۔۔۔۔ تصحیف کا یہ عمل راوی کے نام اور اس کی ولدیت کے آخر میں ہو تو۔۔۔۔۔ "متفق و مفترق" ۔۔۔۔۔ ہے۔

جیسے:

جریر و حریز، احمد بن محمد بن عیسیٰ اور احمد بن محمد بن خالد، ۔۔۔۔۔

کہ دونوں
لفظاً متفق
لیکن
عیناً مفترق۔۔۔۔۔ ہیں۔

۷۔ مؤتلف و مختلف:

یہ تصحیف اگر خط و تحریر میں ہو تو۔۔۔۔۔ "مؤتلف و مختلف" ۔۔۔۔۔ ہے۔

۸۔ متشابہ:

اگر ۔۔۔۔۔ راوی کے نام اور ولدیت میں یکسانیت ہو تو ۔۔۔۔۔ متشابہ۔۔۔۔۔ ہے۔

۹۔ روایت الاقران:

اگر ۔۔۔۔۔ راوی اور مروی عنہ عمر یا شیخ سے روایت لینے میں برابر ہوں، تو۔۔۔۔۔ روایت الاقران" ۔۔۔۔۔ ہے۔

۱۰- روایت الاکابر عن الاصاغر:

اگر ---- راوی سن یا اخذ روایت میں مقدم ہو تو ----"راویت الاکابر عن الاصاغر"----کہی جائے گی۔

فصل چہارم

جرح وتعدیل:

- الفاظ تعدیل
- الفاظ جرح
- ایک اہم کلیہ
- اہم کتب رجال
- بعض ضروری اصطلاحیں

فصلِ چہارم

جرح و تعدیل:

کسی روای کی روایت کو قبول کرنے کے سلسلے میں روایت کو نقل کرنے کے بارے میں اس کی حیثیت و مرتبہ کا تعین جرح و تعدیل کہلاتا ہے۔

جارح:

وہ ماہر احوالِ رجال ہوتا ہے جو عموماً شخصیتوں کے منفی پہلوؤں پر کڑی نظر رکھتا ہو۔

اور -----

معدِّل:

وہ ماہر احوالِ رجال ہوتا ہے جو عام طور سے اشخاص و رواۃ کے محاسن و خوبیوں پر نگاہ رکھتا ہو۔

کسی بھی راوی کی تعدیل و جرح:

"ایک عادل کے قول سے ثابت ہوجاتی ہے"

البتہ،

اگر کسی راوی کے بارے میں جارح اور معَدِل دونوں کے قول موجود ہوں تو،

بنا پر مشہور -----

جارح کے قول کو مقدم سمجھا جائے گا۔

لیکن -----

بہتر یہ ہے کہ

جس کے قول پر غلبہ ظن زیادہ ہو، س پر بھروسہ کیا جائے۔

مثال کے طور پر،

اگر دونوں میں سے کسی ایک کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ زیادہ ورع یا علم رجال میں زیادہ مہارت رکھنے والا تھا یا یہ کہ اس کے قول کی تائید کئی اور ماہرین رجال نے بھی کی ہو تو ایسی صورت میں اس کا قول قبول کیا جائے جس کا قول ان ترجیحات کا حامل ہو۔

الفاظِ تعدیل:

راوی کی عدالت اور اعتبار کے درجات کے بیان کی خاطر جو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ان میں دو قسم کے الفاظ شامل ہیں جن میں سے بعض سے عدالت و ثقاہت کا مفہوم نکلتا ہے اور بعض سے مطلق مدح کا جو علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ کی رائے میں یہ ہیں:

الف۔ تعدیل کی وضاحت کرنے والے الفاظ:

ثقہ، حجتہ، عین،

یا اس مفہوم کے الفاظ:

ب۔ مطلق مدح میں استعمال ہونے والے الفاظ:

متقن، حافظ، ضابط، صدوق، مشکور، مستقیم، زاہد، قریب الامر

وغیرہ۔

الفاظِ جرح:

وہ لفظیں جن سے راوی کا غیر عادل و غیر معتبر ہونا معلوم ہوتا ہے
وہ یہ ہیں:

ضعیف، مضطرب، غال، مرتفع القول، متہم، ساقط، لیس بشئی، کذوب، وضاع، ملعون
وغیرہ
مگر،

یروی عن الضعفاء، لایبالی عمن اخذہ، یعتمد المراسیل

جیسے الفاظ سے جرح ثابت نہیں ہوتی۔
اسی طرح،
"یعرف حدیثہ و ینکر"
اور
"لیس بنقی الحدیث"
جیسے کلمات کو جرح ماننے میں تردد ہے۔
البتہ:
جس راوی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ:
"صلاح کے بعد فسق اختیار کر لیا" ---- یا برعکس تو اس وقت تک اس کا کوئی اعتبار نہیں جب تک وقتِ اداءِ روایت یا وقتِ تحمّل اس کی صلاح کا علم یا ظن نہ ہو جائے۔

ایک اہم کلیہ

احوالِ رواۃ میں حضرت شیخ بہاء الدین عاملی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت اہم کلیہ بیان کیا ہے جو بہت مفید ہے:

کُلّ خمید	خمید
کُلّ جمیل	جمیل
کُلّ شُعیب	خالٍ عن عیب
کُلّ عبدالسلام	صالح
حتّی۔	عبدالسلام بن صالح
کُل عاصم	حسن
الّا۔	عاصم بن الحسن
کُل یعقوب	بلاخیبة
الّا۔	یعقوب بن شیبة
کُلّ سالِم	غیر سالم
کُلّ طلحة	طالِح

اہم کتب رجال

۱۔ رجال کشیؒ:

معرفتہ اخبار الرجال:

تالیف: ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشیؒ

تلخیص: شیخ طوسی رحمتہ اللہ علیہ ۴۲۰ھ

۲۔ رجال نجاشیؒ:

اختیار الرجال:

تالیف: ابو العباس احمد نجاشیؒ م ۴۵۰ھ

۳۔ الفہرست:

تالیف: شیخ ابو جعفر طوسیؒ م ۴۶۰ھ

۵۔ الرجال:

تالیف: شیخ ابو جعفر طوسیؒ م ۴۶۰ھ

۶۔ رجال علامہؒ:

خلاصتہ الاقوال فی علم الرجال:

تالیف: علامہ حلیؒ م ۷۲۶ھ

۷۔ تنقیح المقال:

تالیف: شیخ عبداللہ مامقانیؒ م ۱۳۵۱ھ

۸۔ جامع الرواۃ:

تالیف: محمد بن علی اردبیلیؒ

بعض اہم اصطلاحیں

علم حدیث میں جو اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں ان میں سے چند ضروری اصطلاحوں کا مفہوم یہ ہے:

۱۔ صحابہ:

جمع صاحب کی "ی" نسبت کے لیے ہے۔ "صحابی" اصطلاحاً وہ شخص جس نے حالت اسلام و ایمان میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی ہو۔

۲۔ تابعین:

جمع تابع کی، بیائی نسبت "تابعی" وہ شخص جس نے بحالت اسلام و ایمان اصحاب نبی ﷺ کو دیکھا ہو۔

۳۔ سند:

راویان حدیث کا وہ سلسلہ جو معصوم علیہ السلام تک پہنچتا ہو۔

۴۔ اسناد:

روایت کو راوی براوی معصوم علیہ السلام تک پہنچانا۔

۵۔ مُسنِد:

بصیغہ اسم فاعل، وہ شخص جو حدیث کو سند کے ساتھ نقل کرے۔

۶۔ مُسنَد:

بصیغہ مفعول، وہ کتابِ حدیث جس میں ترتیب الف باء یا بترتیب طبقات ایک ایک راوی کے احادیث جمع ہوں۔

۷۔ محدّث:

اسناد و علل و نقائص و رجال و متون کا بڑی حد تک حافظ شخص۔

۸۔ حافظ:

احادیث کے مقاماتِ اتفاق و اختلاف، احوالِ رواۃ، طبقاتِ مشائخ حدیث کا عالم و کامل و مکمل باخبر شخص۔

۹۔ طبقہ:

وہ جماعت جو مشائخ حدیث کی ملاقات میں عمر اور زمانے میں ایک ہو۔

۱۰۔ مولیٰ:

سید و آقا و مالک، غلام، حلیف۔

۱۱- معجم:

وہ کتاب جس میں روایات کو صحابہ، مشائخ یا شہروں کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہو۔ کبھی کبھی ترتیبِ الف باء سے مرتب کتابِ حدیث بھی معجم کہی جاتی ہے جیسے، معجم طبرانی۔

۱۲- جامع:

وہ کتابِ حدیث جس میں چند شرائط کے ساتھ بڑے پیمانے پر احادیث قلمبند ہوں۔ جیسے، الکافی اور بحار الانور وغیرہ۔

۱۳- مستدرک:

وہ کتابِ حدیث جس میں شرائط شیوخ کے موافق شیوخ کی چھوڑی ہوئی یا ان سے چھوٹی ہوئی حدیثوں کو جمع کیا گیا ہو، جیسے، محدث نوریؒ کی مستدرک وسائل الشیعہ۔

۱۴- نوادر:

وہ کتاب یا کتاب کا حصہ جس میں متفرق حدیثیں کسی مجبوری کی وجہ سے یکجا ہوں۔

فصل پنجم

* تحمل حدیث کے سات طریقے:

۱۔ سماع

۲۔ عرض

۳۔ اجازہ

۴۔ مناولہ

۵۔ کتابت

۶۔ اعلام

۷۔ وجادہ

فصل پنجم

تحمل حدیث کے سات طریقے:

حدیث سننے اور اسے حاصل کرنے کے بعد دوسروں تک پہنچانے کا عمل بہترین عبادت نیز اشاعتِ علم کا بہترین طریقہ ہے چونکہ شریعت اسلامیہ کا دراومدار سنت نبوی اور احادیث نبی واہل بیت نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ہے اس لیے یہ ملت اسلام کا سب سے اہم فریضہ ہے۔

چنانچہ عہدِ نبوی ہی سے مسلمانوں نے اس کام کو بہت اہمیت دی اور خود نبی اکرم ﷺ اور اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ و السلام نے اس کی نگرانی، ترویج، تشویق اور فروغ میں بھرپور دلچسپی لی۔

جس کے نتیجہ میں حدیث کی روایت اور تحمل کے سات طریقے سامنے آئے جو یہ ہیں:

۱۔ سماع:

رسول اکرم ﷺ، ائمہ اہل بیت علیہم السلام یا اپنے شیخ یعنی ایسے استاد سے حدیث سننا جس کا سلسلۂ روایت معصوم علیہ السلام تک پہنچتا ہو۔

یہ سب سے اعلیٰ طریقہ ہے۔

اس میں متحمل یا راوی کہتا ہے

سَمِعتُ فلاناً

یا حدثنا فلاناً

یا اخبرنا فلاناً

یا نبأنا فلاناً

۲۔ عرض:

شیخ سے حدیث پڑھنا۔

اس کی ایک شرط یہ ہے کہ:

شیخ حافظ ہو یا صحیح شدہ اصل اس کے یا کسی ثقہ شخص کے سامنے ہو۔

اس صورت میں راوی کہتا ہے:

قَراتُ عَلَیہِ فَاقرَبِہ

یہ بھی جائز ہے کہ وہ مذکورہ عبارات یعنی:

سَمِعْتُ، حَدَّثَنَا یا ۶ خبَرَنا

سے روایت کرے

مگر،

ایک قول یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ استعمال کرے تب بھی،

قراتُ عَلیہِ فاقَرّبہ

کی قید ضرور لگائے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ:

بلاقید بھی صحیح ہے۔
تیسرا قول یہ ہے کہ:
سَمِعتُ کے علاوہ کوئی بھی مصدر استعمال کرنا مطلقاً صحیح ہے۔

شیخ سے پڑھنے ہی کا حکم اس سماعت پر بھی ہوگا جہاں غیر شخص پڑھ رہا ہو اور راوی سن رہا ہو اور کہے:

"قَرَاءَ عَلیہِ وَ اَنَا اَسمَعُ فِیہِ فَاَقَرَ بہ

یا مذکورہ عبارت:

سَمِعتُ، حَدَثَنا یا اَخبَرنا

لیکن

اس کے اطلاق و تقیید میں بھی وہی اختلاف ہے جو بتایا جا چکا ہے۔

۳۔ اجازہ:

اسے اکثر محدثین و فقہاء نے تسلیم کیا ہے، اجازہ میں بالمشافہ زبانی اجازت دینا اور کتابت یعنی تحریری طور پر اجازت دینا جائز ہے۔

اجازہ کی چار اہم قسمیں ہیں:

۱۔ معین کا معین کے لیے، جیسے شیخ کہے،

اَجزتُک کتابی ھذا

میں تمہیں اپنی اس معین کتاب کی روایت کی اجازت دیتا ہوں۔

۲۔ معین کا اجازہ غیر معین کے لیے جیسے شیخ کہے:

اَجَزتُک جمیعُ مَسمُوعاتی

میں تمہیں ان تمام روایات کے روایت کرنے کی اجازت دیتا

ہوں جو میں نے سنی ہیں۔

۳۔ غیر معین کے لیے معیّن کا اجازہ جیسے شیخ کہے:

اجزتُ لِجَمِیعِ المُسلِمِینَ بِکتَابِ الفُلانِ

میں تمہیں فلاں کتاب سے تمام مسلمانوں کے لیے روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

۴۔ غیر معیّن کا اجازہ غیر معیّن کے لیے، جیسے شیخ کہے۔

اجزتُ کُلّ احد مسموعاتی

میں ہر شخص کو اپنی سنی ہوئی تمام روایات کے روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔)

اجازہ کی صورت میں راوی کہے:

اجازہ روایۃ کذا

یا مذکورہ عبارات میں سے کوئی عبارت

لیکن،

ایک قول کی بنا پر-----

---

(۱) والد مرحوم حضرت آیۃ اللہ حاج سیّد مرتضیٰ حسین صدر الافاضل رضوان اللہ تعالی علیہ کو جن اکابر اساتید سے تحریری اجازات حاصل تھے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ محدث کبیر حضرت آیۃ اللہ شیخ محسن آغا بزرگ طہرانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۲۔ محدث عصر آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین نجفی مرعشی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۳۔ آیت اللہ شیخ محمد رضا طبسی نجفی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۴۔ آیۃ اللہ سید مروج جزائری شوستری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۵۔ آیت اللہ سید محمد حسن لکھنوی کربلائی۔

۶۔ آیۃ اللہ سیّد محمد حسین لکھنوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۷۔ حجۃ الاسلام عمدۃ العلماء سیّد کلب حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

۸۔ حجۃ الاسلام سیّد طیب آغا موسوی جزائری مدظلہ

(سیّد حسین مرتضیٰ نقوی)

"اِجَازۃً"

کی قید ضروری ہے

گویا کہ:

حَدَّثَنِی فُلَان اِجَازۃً لی

۴- مناوَلہ:

شیخ اپنی اصل یا تصحیح شدہ کتاب دے اور کہے،

ھذا سماعی،

اگر، فقط اتنا کہے اور اس کے ساتھ،

۹ جز تک

یا اس جیسے دوسرے کلمات نہ کہے تو اس کے قبول و عدم میں اختلاف ہے۔ لیکن اگر قصدِ اجازہ پر قرینہ موجود ہو تو اس کا ماننا نامناسب نہیں،

ایسی صورت میں راوی کہے:

حَدَّثَنَا مُنَاوَلَۃً

یا ایسے ہی اور کلمات

لیکن،

اگر مناولہ کے ساتھ لفظاً اجازت بھی ہو تو اس کی وہی قسمیں ہیں جو اجازہ کی بیان ہوئیں۔

۵- کتابت:

شیخ کسی راوی کو مرویات لکھ کر دے یا کسی کو حکم دے کر لکھوائے اور راوی کو دے

ایسی صورت میں راوی کہے گا:

كَتَبَ اِلَيَّ

یا----- ایک قول کی بنا پر

حَدَّثَنا مُكاتِبَتَه

۶- اعلام:

شیخ کسی راوی کو مناولہ واجازہ کے بغیر صرف یہ بتلائے کہ:

"یہ میری روایت ہے"

اعلام و کتابت میں وہی بحث ہے جو مناولہ میں تھی۔ یعنی اعلام میں فقط:

۶ علمتاهُ

وغیرہ کہے گا۔

۷- وِجَادہ:

راوی کسی مروی کو شیخ کے قلم سے لکھا دیکھے اور مذکورہ بالا اقسام اتصال میں سے کسی قسم کا اتصال نہ ہو

جیسے کہے:

وجدت بخط فلان

یا

فی کتاب اخبرلی فلان انہ بخط فلان

وجادہ پر عمل کے بارے میں دو قول ہیں لیکن اس طرح روایت نہیں ہو سکتی۔

فصل ششم

✿ کتابتِ حدیث کے آداب

فصل ششم

کتابتِ حدیث کے آداب

حدیث کی اہمیت کے پیشِ نظر ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے حدیث کی کتابت پر زور دیا اور اس کے آداب بھی تعلیم دیے، جس کے سبب "آدابِ کتابتِ حدیث" خود ایک موضوع بن گیا۔ ان کا خلاصہ علامہ بہائی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی یہ ہے۔

الف۔ خط واضح ہو

ب۔ حروف ایک دوسرے میں گچ پچ نہ ہوں۔

ج۔ جس موقع پر اعراب کی صورت واضح نہ ہو وہاں اعراب دیا جائے۔

د۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کے نام کے ساتھ صلوٰۃ و سلام لکھا جائے اور رمز پر اکتفا نہ کی جائے۔

ہ۔ جہاں سے سند بدلے وہاں محول اور محول الیہ کے درمیان "حاء" لکھیں۔

د۔ جب "قال" اور "یقول" کا فاعل معصوم علیہ السلام ہوں تو تعظیم کے لیے "لام" کو کھینچ کر بنایا جائے۔

ز۔ دو حدیثوں کے درمیان، حدیث کی روشنائی کے علاوہ دوسری روشنائی سے گول دائرہ بنایا جائے۔

ح۔ اگر عبارت میں کچھ رہ جائے، تو اگر وہ عبارت کم ہو تو سطر کے نیچے، اور اگر زیادہ ہو تو صفحہ کے اوپر، دائیں طرف یا بائیں طرف لکھی جائے بشرطیکہ ایک سطر ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو دائیں طرف نیچے یا بائیں طرف اوپر لکھیں۔

ی۔ غلطی کی صورت میں، تھوڑی سی عبارت ہو تو کاغذ کو پھٹنے سے بچانے کے لیے اسے مٹا دیا جائے۔ زیادہ عبارت ہو تو صاف اور واضح قلم زد ہونے کا نشان بنائیں۔ یہ نہیں کہ آغاز عبارت میں "لا" یا "ز" اور آخر عبارت میں "الی" لکھ دیا جائے کیونکہ ناسخ کو نقل کرتے وقت نظر نہ آنے کا اندیشہ ہے۔

یا۔ اگر تکرار عبارت ہو جائے تو دوسرا اضافہ بے حد ضروری ہے کہ مٹا دیا جائے یا کاٹ دیا جائے سوائے اس صورت کے کہ اس کا خط روشن تر ہو یا اوّل سطر میں ہو۔
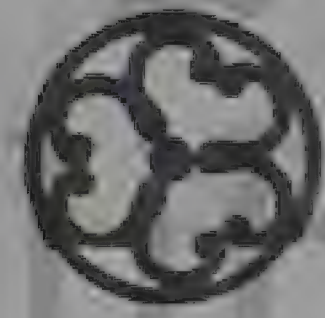
خاتمہ

حدیث کی اہم کتابیں:

* الاصول
* مجامیع
* کتب اربعہ

خاتمہ

حدیث کی اہم کتابیں:

چند حدیثوں کے سوا ہمارے تمام احادیث بارہ اماموں سلام اللہ علیہم اجمعین پر منتہی ہوتی ہیں۔

اور -------------

چونکہ ان کے علوم مشکاۃ نبوت سے حاصل شدہ ہیں اس لیے ان کے فرمودات آنحضرت ﷺ پر منتہی ہوتے ہیں۔

فریقین کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ کتبِ خاصہ رضوان اللہ علیہم میں ہمارے ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم اجمعین سے مروی روایتیں صحاح ستہ سے بہت زیادہ ہیں۔

علماء رجال کے بقول صرف ایک راوی "ابان بن تغلبؓ" نے ایک امام، ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہما السلام سے تیس ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔

الاصول:

ہمارے قدماء محدثینؒ نے ائمہ علیہم السلام سے حاصل شدہ احادیث کو چار سو کتابوں میں جمع کیا جنہیں "الاصول" یا "اصول الاربعمأۃ" کہتے ہیں۔

مجامیع:

متاخرین شکر اللہ سعیہم نے ان کتابوں کو اپنی ترتیب و تعلیل کے ساتھ طالبین اخبار کی آسانی اور احادیث کی اشاعت کے لیے جمع کیا۔

اس طرح مبسوط و مبوّب اصول اور منضبط و مہذب کتابیں تالیف ہوئیں جس کی سندیں اصحاب عصمت سلام اللہ علیہم تک متصل ہیں۔

جیسے:

الکافی -- من لایحضرہ الفقیہ -- تہذیب الاحکام -- الاستبصار فیما اختلف من الاخبار -- مدینتہ العلم -- الخصال -- الامالی -- عیون اخبار الرضا علیہ السلام --- وغیرہ۔

کتب اربعہ:

ان کتابوں میں سے چار اوّل الذکر کتابیں "کتب اربعہ" یا علامہ بہائیؒ کی اصطلاح میں "اصول اربعہ" کہلاتی ہیں اور ان کے بقول:

"اس زمانے (عہد علامہ بہائیؒ - دسویں صدی ہجری)
میں دار و مدار اصول اربعہ اولیّہ پر ہے۔"

یہ چار کتابیں یہ ہیں:

۱۔ الکافی:

تالیف:

ثقتہ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی عطر اللہ مرقدہ

آپ نے بیس سال میں یہ کتاب مکمل کی۔

آپ کی وفات سنہ تین سو اٹھائیس (۳۲۸ھ) یا انتیس (۳۲۹ھ) میں ہوئی۔

موصوف کی جلالتِ شان کی بنا پر علماء عامہ میں سے ابنِ اثیر نے "کتاب جامع الاصول" میں شیخؒ کو تیسری صدی کے مجددین مذہب امامیہ میں شمار کیا ہے۔

ابن اثیر نے ان سے پہلے دوسری صدی کے مجددین مذہب امامیہ میں سیدنا و امامنا ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا سلام اللہ علیہ و علی آبائہ و الطاہرین کو شمار کیا ہے۔

۲۔ من لایحضرہ الفقیہ:

تالیف:

رئیس المحدثین حجتہ الاسلام ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ قمی قدس اللہ سرہ

اس کتاب کے علاوہ حضرت شیخ طاب ثراہ کے مولفات تین سو کے قریب ہیں۔

آپ کی وفات رے میں ۳۸۱ھ/۹۹۱ء میں ہوئی۔

---

(۱) الکافی کا قدیم ترین نسخہ چین کے شہر بیجنگ کے اسلامی تحقیقاتی ادارہ کے کتابخانہ میں موجود ہے۔ جسے استاد معظم آیتہ اللہ سرکار علامہ سید ابن حسن نجفی مدظلہ العالی نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ ان کے بقول یہ نسخہ علامہ کلینی رحمتہ اللہ علیہ کے عہد کا لکھا ہوا ہے۔ (سید حسین مرتضیٰ نقوی)

۳- تہذیب الاحکام،

و

۴- الاستبصار فیما اختلف من الاخبار:

تالیف:

دونوں کتابیں شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی نور اللہ مرقدہ کی تالیف ہیں۔

ان دو کے علاوہ تفسیر و اصول و فروع وغیرہ میں بھی ان کی متعدد کتابیں ہیں۔

آپ نے سنہ ۴۶۰ھ/ ۱۰۶۸ء میں مشہد مقدس غروی (نجف اشرف) علی ساکنہ افضل الصلوٰۃ والسلام میں رحلت کی، طیّب اللہ مضجعہ

"محمدین ثلاثہ":

یہ حضرات اپنے ناموں کی ہم آہنگی کے سبب محدثین و مورخین کے درمیان "محمدین ثلاثہ" قدس اللہ ارواحہم کہلاتے ہیں اور علماء فرقہ ناجیہ امامیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے اصحاب حدیث کے متاخرین علماء میں ہیں۔

تتمہ

شیخ بہائیؒ نے "الوجیزہ" کو اس عبارت پر ختم کیا ہے:

"اللہ سبحانہ نے مجھے توفیق دی، میں اقل العباد محمد مشہور بہ بہاء الدین عاملی عفی عنہ نے ائمہ علیہم السلام کے آثار کی اقتداء اور ان کے نور سے اقتباس کر کے، کتاب "حبل المتین" میں "اصولِ اربعہ" کے احادیثِ صحاح و حسان و موثقات میں سے ان احادیث کا خلاصہ جمع کیا جن سے امہاتِ احکامِ فقہیہ اور مہمات مطالب فرعیہ کا استنباط کیا جاتا ہے۔

اس کتاب میں احادیث کے مطالب اور معانی کی تحقیق کے لیے وہ راستہ اختیار کیا ہے جسے ناظرین نگاہ بصیرت سے پسند کریں گے اور حاملین پوری قوت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

خدا سے اسے تمام کرنے کی عطاء توفیق اور سعادتِ اختتام کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں وہ سمیع و مجیب ہے۔"

مرتضیٰ حسین

لاہور، ۱۸۔ رجب ۱۳۹۰ھ

۲۰۔ ستمبر ۱۹۷۰ء

صبح روز یکشنبہ

الحمد للہ:

ترتیب و تبویب جدید کے ساتھ آج ۱۲، رجب ۱۴۱۲ھ/ ۱۸، جنوری ۱۹۹۲ء / ۲۸، دیماہ ۱۳۷۰ھ ش کو زھراء (س) اکادمی قم میں "اوصافِ حدیث" کا نسخہ مکمل ہوا۔

سیّد حسین مرتضیٰ بن مولف اوصافِ حدیث
آیتہ اللہ المحقق علامہ حاج سیّد مرتضیٰ حسین صدر الافاضل رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

مراجع

فہرست مصادر

مراجع

۱۔ قرآنِ حکیم

۲۔ احوال و اشعار شیخ بہائی رحمتہ اللہ علیہ

سعید نفیسی — تہران ۱۳۱۶ھ

۳۔ اربعین

شیخ بہاء الدّین عاملیؒ

ترجمہ:

شمس الدّین محمد بن علی بن احمد بن نعمتہ اللہ بن خاتون عاملیؒ

متوفیٰ: ۱۰۵۸ھ

انتشاراتِ حکمت تہران، جمادی الثانیہ، ۱۴۱۰ھ ق / ۱۳۶۸ھ۔ ش

۴۔ الاستبصار فیما اختلف من الاخبار

ابی جعفر محمد بن حسن طوسی رحمتہ اللہ علیہ م ۴۶۰ھ

تحقیق: سیّد حسن خرسان

دار الاضواء بیروت ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء

۵۔ امل الامل

شیخ محمد بن حسن حُرِّ عاملی رحمتہ اللہ علیہ

متوفیٰ: ۱۱۰۴ھ

تحقیق: سیّد احمد حسینی

مکتبہ الاندلس بغداد، مطبعتہ الاداب

نجف اشرف طبع محققہ اولیٰ ۱۳۸۵

۶- ثواب الاعمال:

شیخ ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی،
شیخ الصدوقؒ
متولد: قم، ۳۰۶ھ متوفیٰ: ری ۳۸۱ھ
تصحیح و تعلیق و تقدیم:
شیخ حسین اعلمی
موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان

۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

۷- جبل عامل - موجز تاریخہ

حسن الامین لبنانی۔

مجلتہ الدراسات الادبیتہ جامعتہ اللبنانیہ

۸- جوہرۃ عزیزۃ فی شرح وجیزہ

سید علی محمد بن سید محمد بن سید سردار علی
متوفیٰ: لکھنؤ ۱۳۱۲ھ
طبع عابد علی رضوی مطبع حسینی اثنا عشری۔
لکھنؤ ۱۸۹۶/۱۲۹۰ھ

۹- الحدائق الندیہ فی شرح الصمدیہ

صدر الدین مدنی حسنی حسینی سیّد علی خان کبیرؒ
متولد: ۱۰۵۲ھ متوفیٰ: ۱۱۱۸ یا ۱۱۲۰ھ
مدرسہ دار الھجرۃ قم (آفسٹ از چاپ ۱۳۰۵ھ)

۱۰- الدرایہ

زین الدین شہید ثانی رحمتہ اللہ علیہ
مولود: ۹۱۱ھ متوفیٰ ۹۶۵ھ
مطبعتہ النعمان نجف اشرف ۱۳۷۹ھ

۱۱- رجال مامقانی

تنقیح المقال،

حاج شیخ عبداللہ مامقانی رحمتہ اللہ علیہ

متولد: ۱۵، ربیع المولود ۱۲۹۰ھ متوفیٰ: ۱۵، شوال ۱۳۵۱ھ

مطبعتہ المرتضویتہ ۱۳۴۸ھ/۱۳۵۲ھ

۱۲- ریاحین الشریعتہ

شیخ ذبیح محلاتی

دارالکتب الاسلامیہ چاپ چہارم، تہران۔

بہار، ۱۳۶۴ھ ش

۱۳- سلافتہ العصر

سیّد علی صدر الدین بن نظام الدین احمد بن معصوم الحسینی

سید علی خان مدنی شیرازی

متوفیٰ: ۱۱۱۳ھ

مصر ۱۳۶۴ھ

۱۴- شرح صغیر وجیزہ

تاج العلماء مولانا سیّد علی محمد لکھنوی

متوفیٰ: ۱۳۱۲ھ

مطبع اثنا عشری لکھنؤ ۱۳۰۸ھ

۱۵- ضیاء الدرایہ

سیّد ضیاء الدین حسینی علامہ فانی اصفہانی

متولد: ربیع المولود ۱۳۳۳ھ متوفیٰ: ۲۳، شوال ۱۴۰۹ھ

مطبعتہ الحکمتہ قم ۱۳۷۸ھ

۱۶- علم الحدیث

علامہ کاظم مدیر شانہ چی

دانشگاہ مشہد اسفند ماہ، ۱۳۴۴ھ ش

۱۷- الکافی

الاصول من الکافی ج ۲

ثقتہ السلام محمد بن یعقوب کلینیؒ

متوفیٰ: ۳۲۸ یا ۳۲۹ھ

تحقیق و تعلیق:

علی اکبر غفاری

دار الاضواء، بیروت، لبنان ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

۱۸- لؤلؤة البحرین

فی الاجازات و تراجم رجال الحدیث

شیخ یوسف بن احمد بحرانی رحمتہ اللہ علیہ صاحب حدائق

تحقیق: سیّد محمد صادق بحر العلوم

مطبعتہ النعمان نجف اشرف ۱۹۶۸ء

۱۹- مستدرک الوسائل

شیخ میرزا حسین نوری رحمتہ اللہ علیہ

متوفیٰ: ۱۳۲۰ھ

موسستہ اسماعیلیان للطباعتہ والنشر والتوزیع

قم ۱۳۲۱ھ

۲۰- معارف الاخبار

علامہ ذوالفقار حسنین بارھوی رحمتہ اللہ علیہ

متوفیٰ: ۱۳۷۵

نظامی پریس لکھنؤ ۱۹۵۷ء

۲۱- نہایتہ الدرایتہ فی شرح الوجیزہ

صدر الدین سیّد حسن رحمتہ اللہ علیہ

لکھنؤ ۱۳۲۳ھ

۲۲- وجیزہ

برھان الحق جمال الملتہ بہاء الدین عاملی رحمتہ اللہ علیہ

متوفیٰ: ۱۰۳۰ھ

مطبعتہ الحکمتہ قم

۲۳- ہدیتہ المحصلین

علامہ حاج مروج الاسلام

مشہد ایران